یادِ رفتگان

حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

محمد اعجاز مصطفی

مغربی یوپی کے مردم خیز علاقہ قصبہ کاندھلہ کے ممتاز عالم دین، صاحب نسبت بزرگ، مشہور مفسرِ قرآن اور قطب زماں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے اجل خلیفہ شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن کاندھلویؒ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۲ جون ۲۰۱۹ء بروز اتوار تقریباً ۱۰۰ برس کی عمر میں مسافرانِ آخرت میں شامل ہوگئے، **إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ماأخذ ولہ ما أعطٰی وکل شیء عندہٗ بأجل مسمّٰی.**

آپؒ کی پیدائش ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۲۲ء کو کاندھلہ میں ہوئی۔ آپ بانیِ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ نسبتی تھے۔ آپ نے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں ۱۹۴۸ء میں تحصیلِ علم سے فراغت پائی۔ ۱۹۴۷ء میں آپ کو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف سے اجازت وخلافت سے نوازا گیا۔ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ نے آپ کو ''صوفی جی'' کا لقب دیا تھا۔

آپ کے خلفاء کی تعداد ۵۰ سے زائد ہے، جن میں ایک نمایاں اور معروف نام حضرت مولانا مولانا سعد کاندھلوی دامت برکاتہم کا بھی ہے۔ آپ اپنے وقت کے عظیم مفسرِ قرآن تھے۔ پورے ۵۲ سالوں تک کاندھلہ کی جامع مسجد پھر اپنے محلے کی مسجد میں نمازِ فجر کے بعد ایک ڈیڑھ گھنٹہ تفسیرِ قرآن کا درس دیتے رہے، جس میں ۵ دور مکمل فرمائے، جس کا آخری ختم غالباً ۱۹۹۳ء میں ہوا، جس میں بڑا عظیم الشان اجتماع ہوا، کاندھلہ کی پوری عیدگاہ بھر گئی اور حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرکت فرمائی۔

ایک ایک آیت پر علم کا جو دریا بہنا شروع ہوتا تو اس کو مکمل کرنے میں کئی کئی دن لگ جاتے تھے۔ سورۂ بقرہ کی صرف ایک آیت: ''وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً''

کی تفسیر کا نامکمل مواد کتابی شکل میں منظرِ عام پر آچکا ہے، وہ بھی صرف ۹ دن کی تقریر ہے، حالانکہ آپ نے اس آیت پر کم وبیش ۴۵ دن تک کلام فرمایا تھا۔ اس کتاب کا نام ’’تقاریر تفسیر قرآن مجید‘‘ ہے۔

برصغیر ہندوپاک کی تاریخ میں ۳۰۰ برس پر محیط اس خانوادہ کی اسلامی اور اصلاحی تحریک جلی حروف میں درج ہے۔ حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کے علمی تبحر سے شہرت پانے والا یہ سلسلہ حضرت مولانا افتخار الحسنؒ تک آتا ہے۔ حضرت نور اللہ مرقدہٗ اس خانوادہ کی علمی وراثت کے امین رہے اور شریعت وطریقت کے امام کے درجہ پر فائز تھے۔ دنیا بھر میں آپ کے لاکھوں مریدین اور معتقدین پھیلے ہوئے ہیں۔ مولانا کاندھلویؒ علم وروحانیت کا حسین سنگم تھے، ساری زندگی ملت کی دینی وعلمی اور اصلاحی خدمات کے لیے وقف رہی۔ صوبہ ہریانہ وپنجاب میں بھی مولانا مرحوم کی خدمات ناقابل فراموش ہیں کہ جب لوگ وہاں جاتے ہوئے ڈرتے تھے، اُس وقت بھی انہوں نے جاکر نہ صرف یہ کہ مقبوضہ مساجد کو واگزار کرایا، بلکہ پانی پت سمیت کئی شہروں میں مدارس قائم کیے۔ مرادآباد، دہلی، میرٹھ، مظفرنگر، بلندشہر، نیز ہریانہ پنجاب میں آپ کے بے شمار دینی ودعوتی اسفار ہوئے اور پورا علاقہ آپ کو اپنا پیر مانتا ہے۔ آپ ایک طویل عرصے سے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔

آپ تقریباً ایک ڈیڑھ سال سے صاحبِ فراش تھے۔ آج صبح فجر سے طبیعت زیادہ خراب تھی، شام ۵ بجکر ۴۰ منٹ پر زمزم کے چند قطرے آپ کے منہ میں ڈالے گئے، اسی دوران آپ کی روح پرواز کرگئی۔ عیدگاہ کے بغل میں واقع حضرتؒ کے اپنے ادارہ جامعہ سلیمانیہ کے احاطہ میں جنازہ رکھا گیا، جہاں ان کے چاہنے والوں نے ان کا آخری دیدار کیا، اس موقع پر دور دراز سے حضرت کے مریدین اور معتقدین کاندھلہ پہنچے۔ دار العلوم دیوبند کے علماء کا وفد بھی تعزیت اور نماز جنازہ میں شرکت کے لیے کاندھلہ پہنچا۔ شہر اور گردونواح کے دیہات وقصبات کے معتقدین رات سے ہی کاندھلہ میں جمع ہونا شروع ہوگئے تھے۔ نمازِ جنازہ صبح پیر کے روز ۸ بجے عیدگاہ کاندھلہ میں حضرت کے خلیفہ مولانا محمد سعد کاندھلوی دامت برکاتہم کی اقتداء میں ادا کی گئی اور آپ کو خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ جنازہ میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔

آپ کے پسماندگان میں ۷ اولاد ہیں، تین صاحب زادگان جن میں عظیم مؤرخ مولانا نور الحسن راشد جو کہ جانشین بھی ہیں، مولانا ضیاء الحسن اور مولانا بدر الحسن۔ آپ حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی کے سسر بھی تھے، اس رشتے سے آپ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے سمدھی بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کو جنت الفردوس کا مکین بنائے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔